OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

پاکستان میں عدالتی نظام کی تشکیلِ نو: سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اور علامہ محمد اسدؒ کے افکار کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

Reconstruction of the Judicial System in Pakistan: A Comparative and Analytical Study of the Thoughts of Syed *Abūl A'lā Maudūdī* and *Muhammad Asad*

Dr. Muhammad Asim Shahbaz
Instructor, Islamic Studies, Department of Related Sciences, University of Rasul, Mandi Bahauddin, Pakistan
Rafique ur Rahman
Doctoral Candidate, Department of Islamic Studies, University of Okara, Okara, Pakistan
Sohail Rashid
Visiting Lecturer, Sheikh Zayed Islamic Centre, University of the Punjab, Lahore, Pakistan

Abstract

This research paper critically examines the reconstruction of Pakistan's judicial system through a comparative and analytical study of the thoughts of two eminent Islamic thinkers—Syed Abul A'la Maududi and Muhammad Asad. Both scholars, in their respective intellectual traditions, emphasized the establishment of a judicial structure based on the principles of Shariah, social justice, and moral integrity. Maududi viewed the Western-influenced judicial framework as inherently flawed and incapable of delivering true justice, primarily due to its detachment from divine guidance and its subservience to class and political interests. Muhammad Asad, while appreciating certain procedural strengths of

CC BY

Western law, argued that real justice can only be achieved through an Islamic framework rooted in equity, human dignity, and accountability before God. The study explores the philosophical foundations, systemic weaknesses, and reformative propositions advanced by these thinkers, contextualizing their ideas within Pakistan's constitutional and legal developments since 1947. The paper further highlights practical implications for the integration of Islamic legal ethics into contemporary governance structures, aiming to balance Shariah compliance with modern judicial efficiency. Ultimately, the research underscores the need for an ethically sound, socially responsive, and spiritually guided judiciary in Pakistan that reflects the vision of Maududi and Asad for a truly Islamic state.

Key Words: Islamic Justice, Maududi, Muhammad Asad, Judicial Reform, Pakistan, Shariah, Comparative Study

تمہید

پاکستان کے عدالتی نظام کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار کرنا ایک دیرینہ علمی و عملی مسئلہ ہے۔ قیامِ پاکستان کا بنیادی مقصد ایک ایسی ریاست کا قیام تھا جو عدل و انصاف کے اسلامی تصورات پر مبنی ہو۔ تاہم موجودہ عدالتی ڈھانچہ نوآبادیاتی ورثے، مغربی قوانین اور طبقاتی اثرات کا حامل ہے۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اور علامہ محمد اسدؒ دو ایسے مفکرین ہیں جنہوں نے اسلامی عدل کے اصولوں کو جدید ریاستی تناظر میں پیش کیا۔ مودودیؒ کے نزدیک موجودہ عدالتی نظام طبقاتی اور سیاسی اثرات کے زیرِ اثر ہے جو انصاف کے حقیقی تصور سے انحراف کرتا ہے، جبکہ محمد اسدؒ کے نزدیک اسلامی عدلیہ کا بنیادی مقصد فرد اور معاشرے دونوں کے لیے اخلاقی و سماجی انصاف فراہم کرنا ہے۔ یہ مقالہ پاکستان کے عدالتی نظام کی تشکیلِ نو کے لیے ان دونوں مفکرین کے افکار کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اسلامی عدل کے اصولوں کو موجودہ عدالتی نظام میں کس طرح نافذ کیا جا سکتا ہے۔

پاکستان میں عدالتی نظام کی تشکیلِ نو: سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اور علامہ محمد اسدؒ کے افکار

سید ابو الاعلیٰ مودودی (1903-1979) بیسویں صدی کے اہم اسلامی مفکرین اور مصنفین میں سے ایک تھے۔ انہوں نے اسلامی تعلیمات کو عصرِ حاضر کے تناظر میں پیش کیا۔ سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے عدالتی نظام کی خامیوں کی نشاندہی کی، جبکہ علامہ محمد اسدؒ نے اسلامی عدل کو مغربی فکر سے جوڑنے کی سعی کی اور اس پر اپنا نقطۂ نظر پیش کیا۔ ان کی کچھ اہم کتب ہیں جن میں انہوں نے موجودہ عدالتی نظام کی خامیوں پر روشنی ڈالی ہے:

اسلامی ریاست: اس کتاب میں سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اسلامی ریاست کے بنیادی اصولوں اور عدالتی نظام پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ انہوں نے موجودہ عدالتی نظام کی خامیوں کو اجاگر کرتے ہوئے اسلامی عدل کی برتری کو واضح کیا ہے۔

انصاف کی تلاش: اس کتاب میں سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے انصاف کی فراہمی میں موجودہ عدالتی نظام کی ناکامیوں پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے مطابق یہ نظام مغربی اصولوں پر مبنی ہے جو اسلامی عدل کے تقاضے پورے نہیں کرتا، اسی لیے حقیقی انصاف ممکن نہیں ہو پاتا۔

اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات: اس کتاب میں سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اسلامی نظامِ زندگی کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے اور موجودہ عدالتی نظام کی خامیوں کو نمایاں کرتے ہوئے اسلامی عدالتی نظام کی افادیت اور اس کے اصولی فوائد کو واضح کیا ہے۔

اسلام کا نظریۂ عدل: اس کتاب میں سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے اسلامی عدل کے اصولوں کی وضاحت کی ہے اور موجودہ عدالتی نظام کی کمزوریوں کا تنقیدی جائزہ پیش کیا ہے۔

The Road to Mecca: اس سوانحی کتاب میں علامہ محمد اسدؒ نے اپنے فکری سفر اور اسلامی نظریات کا احاطہ کیا ہے۔ انہوں نے مغربی عدالتی نظام کی خامیوں کو اجاگر کیا اور اسلامی عدل کے اصولوں کی برتری اور جامعیت پر زور دیا۔

Islam at the Crossroads: اس کتاب میں علامہ محمد اسد نے اسلامی اور مغربی ثقافتوں کا موازنہ کیا ہے۔ انہوں نے موجودہ عدالتی نظام کی خامیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ نظام انسانی انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے میں ناکام ہے۔

The Principles of State and Government in Islam: اس کتاب میں علامہ محمد اسدؒ نے اسلامی ریاست اور نظامِ حکومت کے اصولوں کی وضاحت کی ہے اور موجودہ عدالتی نظام کی خامیوں کو اُجاگر کرتے ہوئے اسلامی عدلیہ کے امتیازات اور فوائد کو نمایاں کیا ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی اور علامہ محمد اسد کے خیالات:

اسلامی عدالتی نظام کے برعکس پاکستان میں مروّجہ نظام ہائے عدالت آزاد وخود مختار نہیں ہے۔ پاکستان کے تمام دساتیر جب بنائے گئے، عدالتوں میں عدلیہ کی آزادی اور خود مختاری کے وعدے تو کیے گئے مگر ان پر عمل درآمد نہ کیا گیا۔ 1973ء کے آئین میں بھی اس بات کی تائید تو موجود تھی مگر تاحال اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔

مالی اور طبقاتی تفریق:

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے نزدیک موجودہ عدالتی نظام میں مالی حیثیت اور طبقاتی تفریق کی بنا پر فیصلے کیے جاتے ہیں جو انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔[1]

علامہ محمد اسد کے نزدیک موجودہ عدالتی نظام میں مالی اور طبقاتی تفریق کی بنا پر فیصلے کیے جاتے ہیں جو انصاف کے اصولوں کے منافی ہیں۔

"The Western judicial system fails to deliver justice due to class disparity and financial status".[2]

"مغربی عدالتی نظام طبقاتی تفاوت اور مالی حیثیت کی بنیاد پر انصاف فراہم کرنے میں ناکام ہے۔"

پاکستان میں عدالتیں سربراہِ مملکت، وزیر اعظم، گورنر اور وزرا کے خلاف مقدمات از خود چلانے کی مجاز نہیں ہیں۔ اعلیٰ حکام کے خلاف حکومت سے پیشگی اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح غیر ملکی سفرا کے خلاف مقدمات بھی نہیں چلائے جاسکتے، یہ امتیازی سلوک کی واضح مثالیں ہیں۔

بعض اوقات ججوں کی تقرری میں میرٹ کو نظر انداز کر کے سیاسی بنیادوں پر فیصلے کیے جاتے ہیں۔ حکومتیں عدلیہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتی ہیں، جبکہ ماتحت عدالتوں میں مجسٹریٹس انتظامیہ کے زیرِ اثر کام کرتے ہیں۔

انصاف میں تاخیر

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک موجودہ عدالتی نظام کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ مقدمات کے فیصلے غیر ضروری تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں، جس سے انصاف کی روح متاثر ہوتی ہے اور مظلوم کو بروقت حق نہیں ملتا۔[3]

علامہ محمد اسد کے نزدیک موجودہ عدالتی نظام میں مقدمات کے فیصلے بہت دیر سے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے انصاف کا بنیادی مقصد پورا نہیں ہوتا۔

"Western laws and judicial systems are contrary to the principles of Islamic social justice".[4]

"مغربی قوانین اور عدالتی نظام اسلامی معاشرتی انصاف کے اصولوں کے خلاف ہیں۔"

پاکستان کا موجودہ عدالتی نظام نہایت پیچیدہ ہے، جس کے باعث مقدمات طویل عرصے تک چلتے ہیں اور اس تاخیر کا فائدہ اکثر مجرموں کو پہنچتا ہے، جو سزا سے بچ نکلتے ہیں۔

شہادت کا نظام انتہائی ناقص ہے، گواہ عدالتوں میں پیش ہی نہیں ہوتے۔ پولیس چالان داخلِ عدالت کرنے میں تاخیر کرتی ہے۔ گواہوں کی جانچ اور پرکھنے کا کوئی معیار و نظام مقرر نہیں ہے۔

ملزمان کی طرف سے سرکاری وکلا پیروی نہیں کرتے ہیں اور ذاتی مفادات، حکومتی پالیسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ نیز صحیح طور پر مقدمات کی پیروی کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔

ماتحت عدالتیں بلاجواز ملزم کو ریمانڈ کے ذریعے حوالہ پولیس کر دیتی ہیں۔

جیل سے قیدیوں کو پیش کرنے کا نظام ناقص ہونے کی وجہ سے عدالتیں ہر تاریخ ساعت پر ساعت ملتوی کرنے پر مجبور ہوتی ہیں۔

ماتحت عدالتوں کے افسران انتظامی ذمہ داریوں میں مصروف ہونے کے باعث عدالتی امور میں تاخیر پیدا ہو جاتی ہے۔

عدالتوں پر حکومتی و سیاسی دباؤ کے باعث ان کے لیے آزادانہ فیصلے کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

عدالتوں کے جج صاحبان کو مناسب تحفظ حاصل نہیں ہوتا، جس کے باعث ان کی جانیں مسلسل خطرے میں رہتی ہیں۔

غیر اسلامی اصول

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے مطابق موجودہ عدالتی نظام غیر اسلامی اصولوں پر مبنی ہے جو اسلامی انصاف کے تقاضے پورے نہیں

کرتا۔[5]

علامہ محمد اسد کے مطابق موجودہ عدالتی نظام میں اسلامی اصولوں اور تعلیمات کی عدم موجودگی ہے، جس کی وجہ سے یہ نظام اسلامی معاشرتی انصاف فراہم کرنے میں ناکام ہے۔

"The Islamic judiciary system is in accordance with the principles of justice and ensures social justice, whereas the current system fails in this regard".[6]

"اسلامی عدالتی نظام انصاف کے اصولوں کے مطابق ہے اور سماجی انصاف کو یقینی بناتا ہے، جبکہ موجودہ نظام اس حوالے سے ناکام ہے۔"

ہمارے عدالتی نظام کے اندر ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ ایک ملک کے اندر مختلف قوانین چل رہے ہیں، کہیں انگریزی قوانین کے مطابق فیصلہ ہو رہا ہے، کہیں شریعت کے مطابق، ایک ہی کیس میں اپیل کے لیے اتنے سارے فورم ہیں کہ فیصلے پر عمل درآمد دشوار ہو جاتا ہے۔

اخلاقی زوال

علامہ محمد اسد کے مطابق موجودہ عدالتی نظام میں اخلاقی زوال اور بدعنوانی عام ہے جو انصاف کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہے۔

"The current judicial system is plagued by moral decay and corruption, which are major obstacles to justice".[7]

مغربی قوانین کی پیروی

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک موجودہ عدالتی نظام میں رائج بیشتر قوانین مغرب سے ماخوذ ہیں، جو اسلامی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں۔[8]

علامہ محمد اسد کے مطابق موجودہ عدالتی نظام زیادہ تر مغربی قوانین پر مبنی ہے جو اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ مغربی عدالتی نظام انصاف کے تقاضے پورے کرنے میں ناکام رہا ہے کیونکہ یہ نظام انسانی فطرت اور اسلامی اصولوں سے متصادم ہے۔

"The Western judicial system has failed to meet the demands of justice because it is in conflict with human nature and Islamic principles".[9]

سب سے بڑھ کر یہ کہ کسی اسلامی ریاست میں قرآن و سنت ہی عدل و انصاف کی بنیاد اور میزان قرار پاسکتے ہیں، جبکہ خدا بیزار انسانی قوانین معاشرے میں حقیقی عدل و انصاف قائم کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں۔ مسلمان ہونے کے ناطے ہمیں اللہ اور اس کے رسول کو ہی اپنا حکم تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی اور گنجائش موجود نہیں ہے۔ اسی تناظر میں، قیامِ پاکستان کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کی اصل ضرورت—یعنی نفاذِ شریعت—کو ترجیح دینا ناگزیر ہے، کیونکہ پاکستان میں عدل کی خراب صورتِ حال کی سب سے بڑی وجہ اسی تقاضے سے غفلت ہے۔

پاکستان کے عدالتی نظام کی اصلاح کے لیے تجاویز

سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ اور علامہ محمد اسدؒ نے پاکستان کے عدالتی نظام کی اصلاح کے لیے متعدد اہم تجاویز پیش کیں۔ ان کے

مطابق عدلیہ کو اسلامی اصولوں پر استوار کرنا ضروری ہے تاکہ حقیقی انصاف فراہم کیا جا سکے اور معاشرے میں عدل و مساوات قائم ہو۔ یہاں سید ابو الاعلیٰ مودودی اور علامہ محمد اسد کے مطابق پاکستان کے عدالتی نظام کی اصلاح کے لئے کچھ اہم تجاویز دی گئی ہیں:

اسلامی قوانین کا نفاذ

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق، پاکستان کے عدالتی نظام میں اسلامی قوانین کا نفاذ ہونا چاہئے تاکہ عدل و انصاف اسلامی تعلیمات کے مطابق فراہم کیا جا سکے۔ "موجودہ عدالتی نظام میں اسلامی قوانین کا نفاذ ضروری ہے تاکہ معاشرتی انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔"(10)

علامہ محمد اسد کے مطابق، پاکستان کے عدالتی نظام میں اسلامی شریعت کے اصولوں پر مبنی قانون سازی ہونی چاہئے تاکہ انصاف اسلامی تعلیمات کے مطابق فراہم کیا جا سکے۔ "عدالتی نظام کو اسلامی شریعت کے اصولوں کے مطابق ہونا چاہئے تاکہ حقیقی انصاف کی فراہمی ممکن ہو سکے۔"

"The judicial system should be based on the principles of Islamic Shariah to ensure the provision of true justice".(11)

"عدالتی نظام کو اسلامی شریعت کے اصولوں پر مبنی ہونا چاہیے تاکہ حقیقی انصاف کی فراہمی ممکن ہو سکے۔"

تحصیل اور ضلعی سطح پر قاضی کورٹس قائم کی جائیں۔ اور ہر تھانہ میں قاضی کورٹ ہو، جہاں سرکاری وکیل تعینات ہوں، سیکولر بنیادوں پر نافذ قوانین کو اولین فرصت میں ختم کرکے شریعت اسلامیہ کا نفاذ کیا جائے۔

وفاقی شرعی عدالت کو سپریم کورٹ میں ضم کرکے اس کے ججوں کو مساوی درجہ دیا جائے، جبکہ ہائی کورٹس میں مفتیانِ کرام کی کم از کم ایک تہائی نمائندگی یقینی بنائی جائے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کو مؤثر بنایا جائے اور اگر عدالت کسی قانون کی شق کو غیر اسلامی سمجھے تو اسے کونسل کو بھیجے، جو ایک ماہ میں اپنی رائے عدالت اور اسمبلی کو پیش کرے۔

تربیت یافتہ اور دیانت دار جج

عدالتی عہدے صرف اہل، دیانت دار، محنتی اور اسلامی قانون کے ماہر افراد کو دیے جائیں۔ سفارش یا اقربا پروری کی گنجائش نہیں۔ جج کے لیے قرآن و سنت اور فقہ کا علم ضروری ہے، تاکہ وہ عدل کی بنیاد پر درست فیصلے کر سکے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق "عدالتی نظام میں تربیت یافتہ اور دیانت دار ججوں کی تقرری کی جائے تاکہ انصاف کی فراہمی کو یقینی بنایا جا سکے۔"(12)

علامہ محمد اسد کے مطابق عدالتی نظام میں ججوں اور دیگر عدالتی عملے کی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت ہونی چاہئے تاکہ وہ اسلامی عدل کے اصولوں کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل کر سکیں۔

"Judicial personnel should be trained in the light of Islamic teachings to understand and implement the principles of Islamic justice".(13)

"عدالتی عملے کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت دی جانی چاہیے تاکہ وہ اسلامی عدل کے اصولوں کو سمجھ سکیں اور ان پر عمل

درآمد کر سکیں۔"

پاکستان میں عدالتی نظام کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ شہادت کا نظام مؤثر بنایا جائے، ملزم اور متعلقہ ریکارڈ بروقت عدالت میں پیش کیا جائے تاکہ تاخیر اور غیر ضروری ریمانڈ سے بچا جا سکے۔ وہی عدالت جو ملزم کو جیل بھیجے، اس کی نگرانی بھی کرے اور فیصلے کے لیے اسے طلب کرے یا جیل میں فیصلہ سنائے۔ عدلیہ کو انتظامیہ سے جدا کیا جائے، انتظامیہ صرف نظم و نسق اور محصولات کی ذمہ دار ہو جبکہ عدالتیں صرف انصاف مہیا کریں۔ عدالتی افسران کے لیے ایل ایل بی کے ساتھ قرآن، حدیث، فقہ اور اسلامی فیصلوں کی واقفیت لازمی ہو۔

عدلیہ کی آزادی

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنایا جائے تاکہ عدالتی فیصلے سیاسی یا دیگر دباؤ کے بغیر کیے جا سکیں۔" عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنانا چاہئے تاکہ عدالتی فیصلے آزادانہ اور منصفانہ ہوں۔"[(14)]

علامہ محمد اسد کے مطابق عدلیہ کی مکمل آزادی کو یقینی بنایا جائے تاکہ عدالتی فیصلے سیاسی یا دیگر دباؤ کے بغیر کیے جا سکیں۔

"The complete independence of the judiciary must be ensured so that judicial decisions can be made impartially and fairly".[(15)]

"عدلیہ کی مکمل آزادی کو یقینی بنانا چاہئے تاکہ عدالتی فیصلے آزادانہ اور منصفانہ ہوں۔"

چنانچہ محقق کی حیثیت سے یہ بات واضح کی جا سکتی ہے کہ ایک مؤثر اور منصفانہ عدالتی نظام کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ جج صاحبان کو نہ صرف خصوصی مراعات دی جائیں بلکہ ان کی مالی اور معاشرتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی تنخواہیں اور سہولیات اس معیار پر لائی جائیں جو ان کے پیشہ وارانہ وقار کے شایان شان ہو۔ عدالتی آزادی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ جج صاحبان کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے تاکہ وہ دباؤ، دھمکی یا لالچ کے بغیر اپنے فیصلے صادر کر سکیں۔

موجودہ حالات میں جہاں عدلیہ پر سیاسی و انتظامی اثر و رسوخ کی شکایات عام ہیں، وہاں عدالتوں کو سیاسی و حکومتی دباؤ سے مکمل طور پر آزاد رکھنا از حد ضروری ہے۔ ایک آزاد عدلیہ ہی قانون کی بالادستی قائم رکھ سکتی ہے۔ اس مقصد کے لیے انتظامیہ اور عدلیہ کے اختیارات میں واضح حد بندی بھی ضروری ہے۔

عدالتوں کے اختیارات میں اضافہ کیا جانا چاہیے تاکہ وہ بلا کسی رکاوٹ کے بڑے سے بڑے حکومتی عہدیدار کا احتساب کر سکیں۔ اس ضمن میں وہ قوانین جن کے تحت سربراہِ مملکت، وزراء یا دیگر اعلیٰ حکام پر مقدمہ چلانے سے قبل خصوصی اجازت درکار ہوتی ہے، اُنہیں ختم کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ قانونی امتیاز انصاف کے تقاضوں سے متصادم ہے۔

قانون کی نظر میں سب شہری برابر ہونے چاہییں، لہٰذا امتیازی سلوک کا مکمل خاتمہ ناگزیر ہے۔ قانون کی بالادستی قائم رکھنے کے لیے لازم ہے کہ وہ تمام افسران و اہلکار، جو رشوت، کرپشن، غفلت یا طاقت کے ناجائز استعمال میں ملوث ہوں، اُن کے خلاف سخت اور عبرت ناک سزائیں دی جائیں تاکہ عوام کا اعتماد عدلیہ پر بحال ہو سکے اور آئندہ کے لیے ایک مضبوط عدالتی نظام کی بنیاد رکھی جا سکے۔

یہ تمام اقدامات صرف قانونی اصلاحات ہی نہیں بلکہ اخلاقی و نظریاتی استحکام کا بھی ذریعہ ہوں گے، جو کہ ایک اسلامی ریاست

کے عدالتی نظام کا بنیادی تقاضا ہے۔

فوری اور تیز رفتار انصاف

سید ابو الاعلیٰ مودودی نے کہا کہ عدالتی نظام کو تیز رفتار اور مؤثر بنانا چاہئے تا کہ مقدمات کا تصفیہ جلدی ہو اور انصاف کی فراہمی میں تاخیر نہ ہو۔ "انصاف کی فراہمی میں تاخیر انصاف کے بنیادی مقصد کو ناکام بنا دیتی ہے، لہٰذا عدالتی نظام کو تیز رفتار اور مؤثر بنانا ضروری ہے۔"(16)

علامہ محمد اسد نے کہا کہ عدالتی نظام کو تیز رفتار اور مؤثر بنانا چاہئے تا کہ مقدمات کا تصفیہ جلدی ہو اور انصاف کی فراہمی میں تاخیر نہ ہو۔

"Justice delayed is justice denied; therefore, the judicial system must be swift and efficient".(17)

"انصاف کی فراہمی میں تاخیر انصاف کی نفی ہے، لہٰذا عدالتی نظام کو تیز رفتار اور مؤثر بنانا ضروری ہے۔"

عدالتی نظام میں بہتری اور بروقت انصاف کی فراہمی کے لیے مقدمات کے اندراج اور ان کی سماعت کے طریقہ کار میں بنیادی اصلاحات ناگزیر ہیں۔ ایف آئی آر کا اندراج نہایت سہل بنایا جائے اور اس کے بعد پندرہ دن کے اندر مقدمے کا چالان عدالت میں پیش کیا جائے، چاہے وہ مکمل ہو یا جزوی۔ عدالت اگر مناسب سمجھے تو ایک ماہ کی مہلت مزید دے سکتی ہے۔

مقدمات کی سماعت ایک ماہ کے اندر شروع کی جائے اور اس سے قبل تمام دستاویزی کارروائیاں مکمل کر لی جائیں۔ مقدمے کے لیے روایتی طویل تاریخوں کا سلسلہ ختم کیا جائے اور ایک بار سماعت شروع ہونے کے بعد وہ مسلسل جاری رہے یہاں تک کہ تمام شواہد اور وکلاء کی بحث مکمل ہو جائے۔ فیصلے کے لیے زیادہ سے زیادہ پندرہ دن کی مدت مقرر ہو تا کہ مقدمہ چھ ماہ سے زائد طول نہ پکڑ سکے، البتہ ترجیح یہی ہو کہ فیصلہ ایک ماہ میں ہو۔

تحصیل کی سطح پر اگر سیشن ججوں پر کام کا دباؤ بڑھ جائے تو وہاں اضافی جج تعینات کیے جائیں تا کہ مقدمات کے فیصلے بروقت ممکن ہوں۔ عدالتی کارروائی کو سہل، جامع اور نتیجہ خیز بنانے کے لیے سادہ طریقہ کار اپنانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ یہ اصلاحات نہ صرف انصاف کی فراہمی کو یقینی بنائیں گی بلکہ عدلیہ پر عوامی اعتماد بھی بحال کریں گی۔

عدالتی نظام میں اصلاحات

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق "موجودہ عدالتی نظام میں اصلاحات کی جائیں تا کہ یہ اسلامی عدل کے اصولوں کے مطابق ہو سکے۔"(18)

وکلا کی فیسیں عام آدمی کو انصاف کی راہ سے دور رکھتی ہیں۔ پاکستان میں غربت انصاف کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ وکلا صاحبان کی فیسیں اس قدر زیادہ ہیں کہ ایک غریب آدمی کے لیے انصاف حاصل کرنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے حکومت کو چاہیے کہ وہ اپنی طرف سے وکیل کے اخراجات ادا کرے۔

وفاقی محتسب کے ادارے کو مزید فعال بنایا جائے۔ جہاں صرف ایک سادہ درخواست لکھ دینے سے انسان کے لیے انصاف کا راستہ نکل آتا ہے جس سے سرکاری محکموں کی ناانصافیوں کے خلاف عام آدمی کو انصاف مہیا ہونے میں آسانی پیدا ہو گی۔

تمام عدالتوں کے ججوں کے لیے یہ اُصول اختیار کیا جائے کہ اگر وہ مقرر وقت کے اندر کیس کا فیصلہ نہیں کریں گے تو یہ ان کا ایک ڈِس کریڈٹ شمار ہو۔ ان کو لازماً انصاف کی فوری فراہمی کا بندوبست کرنا چاہیے۔ ججوں کو اضافی وقت صرف کرنے کا اضافی معاوضہ دیا جائے۔ اس سے ان کی استعدادِ کار میں اضافہ ہو گا۔

بعض وکلا اپنے مؤکلین کے فائدے کے لئے تاخیری حربوں کا سہارا لیتے ہیں، اگر ایک جج چاہے تو ان چیزوں کو بڑی آسانی سے کنٹرول کر سکتا ہے۔

ترقی یافتہ ممالک میں وکلا گروپ کی شکل میں پریکٹس کرتے ہیں۔ اس طرح کسی وکیل کی بیماری یا چھٹی کو وجہ سے کیس کی سماعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس لیے پاکستان میں بھی وکلا گروپ کی شکل میں اگر پریکٹس کریں گے تو ایک وکیل کی غیر حاضری میں دوسرا وکیل کیس کو چلا سکے گا اور مقدمات کا فیصلہ بروقت ہو جائے گا۔

محکمہ پولیس کی اصلاح کی جائے، کیونکہ ملزمان عدالت میں پہنچ کر ناکارہ شہادتوں کی ناقص کاروائیوں اور قانونی موشگافیوں کے ذریعے بری ہو جاتے ہیں اصل ملزم کے گرفتار ہونے اور سزا یاب ہونے کا مکمل انحصار پولیس کی تفتیش اور عدالت میں مقدمہ کی پیروی پر منحصر ہے۔ اگر صحیح خطوط پر تفتیش ہوا اور صحیح معنوں میں مقدمہ کی پیروی ہو تو ملزم سزا سے بری ہو جاتے ہیں۔ پولیس مقدمہ درج ہی نہیں کرتی۔ مدعی مقدمہ درج کرانے کے لیے سفارش کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے، اکثر اصلی مجرم پولیس کی غلط تفتیش، غلط کاروائی، غلط رپورٹنگ اور عدم پیروی سے سزا سے بچ جاتے ہیں۔

جیلوں کی اصلاح کی جائے، جیل میں قیدیوں کو رکھنے کا مقصد ان کی اصلاح کرنا ہے۔ ان کے کیے کی سزا دینا اور دوسروں کو عبرت دینا وغیرہ۔ اسلامی نظام میں جیل کا مقصد اصلاح و تربیت گاہ اور عبرت گاہ ہے۔ جیل سے سزا کاٹ کر ایک صحیح انسان بن کر باہر نکلے اور وہ معاشرے کے لیے پریشانی کا باعث نہ ہو اور ناسور نہ رہے جب کہ ہمارے ہاں اکثر لوگ جیل سے واپسی پر بڑے مجرم بن کر آتے ہیں۔

جیل حکام ملزموں کو بروقت پیشی پر پیش نہیں کرتے جس کی وجہ سے بے گناہ اپنے ناکردہ گناہ کی سزا کاٹنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ جیل میں قیدیوں کی اخلاقی، مذہبی، علمی اور فنی تعلیم و تربیت کے لیے کوئی معقول بندوبست نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کی صحت و صفائی اور خوراک کا خیال رکھا جاتا ہے۔

سرکاری وکلاء کی کارکردگی بہتر بنائی جائے، سیشن کے سرکاری وکلاء کا ٹھیکیداری نظام ختم کیا جائے کیونکہ وہ زیادہ تر اپنے ذاتی مقدمات میں زیادہ محنت اور وقت صرف کرتے ہیں اور سرکاری مقدمات کے لیے فیس کم ہونے کی بناء پر زیادہ توجہ نہیں دیتے۔ انہیں کل وقتی وکیل مقرر کیا جائے، تاکہ وہ ان مقدمات پر توجہ دے سکیں اور انہیں اچھی تنخواہیں اور مراعات دی جائیں تاکہ وہ دل جمعی سے کام کر سکیں اور بدعنوانی میں ملوث نہ ہوں۔

عدالتی نظام کی شفافیت

سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق "عدالتی نظام کی شفافیت کو یقینی بنایا جائے تاکہ عدالتی عمل میں بدعنوانی اور غیر منصفانہ طریقے نہ پنپ سکیں۔"(19)

اور علامہ محمد اسد نے بھی سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق اپنے خیال کا اظہار کیا ہے۔

"Transparency in the judicial system must be ensured to prevent corruption and unjust practices".[20]

تاہم تعزیراتِ پاکستان، جو مغربی رنگ لیے ہوئے ہے اس کی جگہ اسلامی حدود و تعزیرات نافذ کی جائیں۔ تعزیراتِ پاکستان میں مقدار کے لحاظ سے سزائیں بہت کم ہیں، خصوصاً کوڑوں کی سزا سوائے حدود آرڈیننس کے شامل نہیں ہے۔ اسلامی قوانین کے مطابق حاکم، سرکاری اہلکار وغیرہ سب کے سب عدالت کے سامنے جواب دہ ہیں جب کہ مغربی قوانین کے مطابق سربراہِ مملکت، وزیر اعظم، وزرائے اعلیٰ، گورنر کے خلاف تو عدالتیں کاروائی نہیں کر سکتیں جب کہ سرکاری افسروں کے لیے پہلے مرکز یا صوبائی حکومتوں سے اِجازت لینا پڑتی ہے جو کہ عدل وانصاف کے تقاضوں کے منافی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ایک عام آدمی سے لے کر سربراہِ مملکت تک شہریوں اور حکام کو عدالت کے سامنے جوابدہ بنایا جائے۔ ایسی تمام مستثنیات خواہ تعزیراتِ پاکستان، ضابطہ فوجداری یا آئین میں جو موجود ہیں منسوخ کی جائیں تا کہ یکسانیت اور مساوات پیدا ہو، تا کہ عدل وانصاف میں تمام اَفراد برابر ہو سکیں۔[21]

یہی اسلام کی تعلیم اور اسلامی عدل کا طرۂ امتیاز ہے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی اور علامہ محمد اسد کا تقابل

سید ابو الاعلیٰ مودودی اور علامہ محمد اسد کے خیالات کے تحت پاکستان میں عدالتی نظام کی اصلاح اور طریق کار کا تقابلی جائزہ مندرجہ ذیل نکات میں پیش کیا جارہا ہے:

پاکستان میں عدالتی نظام کی اصلاح وطریق کار

سید ابو الاعلیٰ مودودی: سید مودودی کے نزدیک، پاکستان میں عدالتی نظام کی اصلاح کی ضرورت ہے تا کہ یہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہو اور شریعت کی روشنی میں فیصلے کیے جائیں۔ ان کے خیال میں، عدلیہ کے نظام میں بنیادی تبدیلیاں درکار ہیں تا کہ عدل و انصاف کی روح کو مد نظر رکھتے ہوئے فیصلے کیے جا سکیں۔

علامہ محمد اسد: علامہ محمد اسد کے مطابق، عدالتی نظام کی اصلاح میں اسلامی اصولوں کے ساتھ ہم آہنگی اور روحانیت کی اہمیت کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ ان کے خیال میں، عدلیہ کی اصلاح کے لیے نہ صرف قانونی فریم ورک کی تبدیلی ضروری ہے بلکہ اخلاقی اور روحانی پہلوؤں پر بھی توجہ دی جانی چاہیے۔

مالی اور طبقاتی تفریق

سید ابو الاعلیٰ مودودی سید مودودی مالی اور طبقاتی تفریق کو عدلیہ کی سب سے بڑی مشکلات میں سے ایک مانتے ہیں، جو کہ انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ ان کے مطابق، اس تفریق کو ختم کرنے کے لیے اسلامی اصولوں کی روشنی میں اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔

علامہ محمد اسد: علامہ محمد اسد بھی مالی اور طبقاتی تفریق کو عدلیہ کی بنیادی مشکلات میں شامل سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں، اس تفریق کو ختم کرنے کے لیے اسلامی اخلاقیات اور معاشرتی عدلیہ کے اصولوں کی پیروی کرنا ضروری ہے۔

انصاف میں تاخیر

سید ابو الاعلیٰ مودودی: انصاف میں تاخیر کو عدلیہ کی سب سے بڑی خامیوں میں سے ایک قرار دیتے ہیں، جو کہ انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ بنتی ہے۔ سید مودودی کے نزدیک، فوری انصاف کی فراہمی کے لیے عدلیہ میں اصلاحات ضروری ہیں، اور قوانین کو بہتر بنایا جانا چاہیے۔

علامہ محمد اسد: علامہ محمد اسد انصاف میں تاخیر کو بھی عدلیہ کی ایک اہم خامی مانتے ہیں۔ ان کے مطابق، انصاف کی فوری فراہمی کے لیے عدلیہ کے نظام میں بنیادی اصلاحات اور جدید طریقہ کار کو اپنانا ضروری ہے۔

غیر اسلامی اصول

سید ابو الاعلیٰ مودودی: غیر اسلامی اصولوں کو عدلیہ کی سب سے بڑی خرابیوں میں سے ایک سمجھتے ہیں، جو کہ اسلامی عدلیہ کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ ان کے خیال میں، عدلیہ کے نظام کو مکمل طور پر اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنا ضروری ہے۔

علامہ محمد اسد: علامہ محمد اسد بھی غیر اسلامی اصولوں کو عدلیہ میں ایک بڑی خامی مانتے ہیں۔ ان کے مطابق، عدلیہ کے نظام کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں ڈھالنے کی ضرورت ہے تاکہ انصاف کی فراہمی ممکن ہو۔

اخلاقی زوال

سید ابو الاعلیٰ مودودی: اخلاقی زوال کو عدلیہ کی کارکردگی پر منفی اثر ڈالنے والا سمجھتے ہیں۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی کے مطابق، عدلیہ میں اخلاقی تربیت اور اسلامی اصولوں کی پیروی کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

علامہ محمد اسد: علامہ محمد اسد اخلاقی زوال کو بھی عدلیہ کی ایک اہم خامی مانتے ہیں۔ ان کے خیال میں، اخلاقی تربیت اور روحانی اصولوں پر توجہ دینا ضروری ہے تاکہ عدلیہ کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا سکے۔

مغربی قوانین کی پیروی

سید ابو الاعلیٰ مودودی: مغربی قوانین کی پیروی کو اسلامی عدلیہ کے اصولوں کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق، اسلامی قوانین کی پیروی کو یقینی بنانا اور مغربی قوانین کے اثرات کو کم کرنا ضروری ہے۔

علامہ محمد اسد: علامہ محمد اسد مغربی قوانین کی پیروی کو عدلیہ کی اصلاح میں ایک چیلنج سمجھتے ہیں۔

ان کے خیال میں، اسلامی قوانین کی پیروی اور مغربی قوانین کے اثرات کو محدود کرنا ضروری ہے تاکہ عدلیہ کی اسلامی روح برقرار رہے۔

پاکستان کے عدالتی نظام کی اصلاح کے لیے تجاویز

سید ابو الاعلیٰ مودودی: عدلیہ کی اصلاح کے لیے اسلامی قوانین کا نفاذ، تربیت یافتہ اور دیانت دار ججوں کی تعیناتی، عدلیہ کی آزادی، فوری اور تیز رفتار انصاف، عدلیہ میں اصلاحات، اور عدلیہ کی شفافیت پر زور دیتے ہیں۔

علامہ محمد اسد: اصلاحات میں اسلامی قوانین کا نفاذ، تربیت یافتہ اور دیانت دار ججوں کی تعیناتی، عدلیہ کی آزادی، فوری انصاف کی فراہمی، عدلیہ میں جدید اصلاحات، اور عدلیہ کی شفافیت پر توجہ دینے پر زور دیتے ہیں۔

اسلامی قوانین کا نفاذ

سید ابو الاعلیٰ مودودی: اسلامی قوانین کے نفاذ کو عدلیہ کی اصلاح کا بنیادی جزو مانتے ہیں، تاکہ شریعت کی روشنی میں فیصلے کیے جا

سکیں۔

علامہ محمد اسد: اسلامی قوانین کے نفاذ کو بھی عدلیہ کی اصلاح میں ضروری سمجھتے ہیں، اور ان کا خیال ہے کہ شریعت کے اصولوں کی پیروی سے عدلیہ کی کارکردگی بہتر ہو سکتی ہے۔

تربیت یافتہ اور دیانت دار جج

سید ابو الاعلیٰ مودودی: تربیت یافتہ اور دیانت دار ججوں کی تعیناتی کو عدلیہ کی اصلاح کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔

علامہ محمد اسد: تربیت یافتہ اور دیانت دار ججوں کی تعیناتی کو بھی عدلیہ کی اصلاح میں اہم مانتے ہیں، اور ان کے خیال میں، اس سے انصاف کی فراہمی میں بہتری آسکتی ہے۔

عدلیہ کی آزادی

سید ابو الاعلیٰ مودودی: عدلیہ کی آزادی کو عدلیہ کی کارکردگی کے لیے بنیادی شرط مانتے ہیں، تاکہ عدلیہ آزادانہ اور منصفانہ فیصلے کر سکے۔

علامہ محمد اسد: عدلیہ کی آزادی کو بھی عدلیہ کی اصلاح میں اہم سمجھتے ہیں، اور ان کے خیال میں، آزاد عدلیہ انصاف کی فراہمی میں بہتری لا سکتی ہے۔

فوری اور تیز رفتار انصاف

سید ابو الاعلیٰ مودودی فوری اور تیز رفتار انصاف کو عدلیہ کی اصلاح کا لازمی جزو سمجھتے ہیں، تاکہ لوگوں کو جلد انصاف فراہم کیا جا سکے۔

علامہ محمد اسد: فوری اور تیز رفتار انصاف کی اہمیت کو بھی تسلیم کرتے ہیں، اور ان کے خیال میں، اس سے عدلیہ کی کارکردگی میں بہتری آسکتی ہے۔

عدالتی نظام میں اصلاحات

سید ابو الاعلیٰ مودودی عدالتی نظام میں اصلاحات کے لیے اسلامی اصولوں کے مطابق نظام کو ڈھالنے پر زور دیتے ہیں، اور اس میں جدید اصولوں کی تنصیب پر بھی توجہ دیتے ہیں۔

علامہ محمد اسد: عدالتی نظام میں اصلاحات کو اسلامی اصولوں اور جدید طریقہ کار کے مطابق ڈھالنے پر زور دیتے ہیں، تاکہ عدلیہ کی کارکردگی بہتر ہو۔

عدالتی نظام کی شفافیت

سید ابو الاعلیٰ مودودی: عدالتی نظام کی شفافیت کو عدلیہ کی اصلاح کے لیے ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ انصاف کی فراہمی میں اعتماد بڑھ سکے۔

علامہ محمد اسد: عدالتی نظام کی شفافیت کو بھی عدلیہ کی اصلاح میں اہم مانتے ہیں، اور ان کے خیال میں، اس سے انصاف کی فراہمی میں بہتری آئے گی۔

یہ تقابلی جائزہ سید ابو الاعلیٰ مودودی اور علامہ محمد اسد کے پاکستان میں عدلیہ کے نظام کی اصلاحات پر خیالات کی وضاحت کرتا

ہے۔

خلاصہ بحث

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اور علامہ محمد اسدؒ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ پاکستان میں عدالتی نظام کی بنیاد اسلامی اصولوں پر ہونی چاہیے۔ موجودہ نظام میں تاخیر، طبقاتی امتیاز، بدعنوانی اور مغربی اثرات کی وجہ سے انصاف کا حقیقی تصور مجروح ہو رہا ہے۔ مودودیؒ نے اسلامی قانون کے نفاذ اور عدلیہ کی آزادی پر زور دیا، جبکہ محمد اسدؒ نے اخلاقی تطہیر اور سماجی انصاف کو بنیادی شرط قرار دیا۔ دونوں کے نزدیک قرآن و سنت ہی عدل کی اصل میزان ہیں۔ اگر پاکستان اپنے عدالتی نظام کو ان اصولوں کے مطابق تشکیل دے تو یہ نہ صرف عدل و مساوات کے فروغ کا باعث بنے گا بلکہ اسلامی ریاست کے حقیقی مقاصد کی تکمیل بھی ممکن ہو گی۔ اس تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ عدالتی نظام کی اصلاح محض قانونی نہیں بلکہ فکری و اخلاقی انقلاب کی متقاضی ہے۔

تجاویز و سفارشات

1. **اسلامی عدالتی فلسفے کی شمولیت:** قانونی نصاب اور عدالتی تربیت میں اسلامی عدل، فقہی اصولوں اور اخلاقی ضوابط کو شامل کیا جائے تاکہ جج اور وکلاء اسلامی عدالتی روح سے آگاہ ہوں۔

2. **وفاقی شرعی عدالت کا کردار مضبوط بنایا جائے:** وفاقی شرعی عدالت کو سپریم کورٹ کے مساوی اختیارات دیے جائیں تاکہ وہ اسلامی قوانین کے نفاذ اور تعبیر میں فعال کردار ادا کر سکے۔

3. **عدالتی تاخیر کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات:** مقدمات کے فوری فیصلے کے لیے ٹائم فریم مقرر کیے جائیں اور عدالتی کارکردگی کی بنیاد پر ججز کا احتساب کیا جائے۔

4. **قاضی کورٹس کا قیام:** ضلعی اور تحصیل سطح پر قاضی عدالتیں قائم کی جائیں جو خالصتاً اسلامی قوانین کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں۔

5. **عدالتی خودمختاری اور سیاسی دباؤ سے آزادی:** عدلیہ کی تقرریاں مکمل طور پر شفاف اور غیر سیاسی بنیادوں پر کی جائیں تاکہ عدلیہ انتظامیہ کے اثر سے آزاد ہو۔

6. **اسلامی نظریاتی کونسل کا فعال کردار:** قانون سازی اور عدالتی فیصلوں میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو لازم قرار دیا جائے تاکہ قوانین شریعت کے مطابق ہوں۔

حوالاجات

(1) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلامی ریاست"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1955ء، ص217

(2) Muhammad Asad, "The Principles of State and Government in Islam", Islamic Book Trust, 1980, p:56

(3) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "انصاف کی تلاش"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1965ء، ص104

(4) Muhammad Asad, "Islam at the Crossroads", Dar al-Andalus, 1934, p:104

(5) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1967ء، ص87

(6) Muhammad Asad, "The Principles of State and Government in Islam,"p:61

(7) Muhammad Asad, " Islam at the Crossroads"،Dar al-Andalus،1934", p:101

(8) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلام کا نظریۂ عدل"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1970ء، ص67

(9) Muhammad Asad, "The Road to Mecca", Simon and Schuster, 1954, p:56

(10) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلامی ریاست"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1955ء، ص168

(11) Muhammad Asad", The Principles of State and Government in Islam"،Islamic Book Trust، 1980, p:112

(12) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلامی ریاست"، ص107

(13) Muhammad Asad", "Islamic Constitution Making and the Problem of Justice", p:4

(14) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1967ء، ص98

(15) Muhammad Asad", "The Principles of State and Government in Islam", p:43

(16) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "انصاف کی تلاش"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1965ء، ص76

(17) Muhammad Asad", Islam at the Crossroads", p:76

(18) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلام کا نظریۂ عدل"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1970ء، ص66

(19) سید ابوالاعلیٰ مودودی، "اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات"، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، 1967ء، ص87

(20) Muhammad Asad", Islam at the Crossroads", p:80

(21) کنیز فاطمہ، اسلامی نظام عدل کی روشنی میں پاکستان کے عدالتی نظام کا تحقیقی مطالعہ (مقالہ ڈاکٹریٹ شعبہ معارفِ اسلامیہ، جامعہ کراچی 2005ء) ص387